استشارہ (مشورہ)
و
استخارہ کی اہمیت
مرتب
حضرت مولانا مفتی احمد ممتاز صاحب
خلیفۂ مجاز
عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب
تلمیذ رشید
حضرت اقدس مولانا مفتی رشید احمد لدھیانوی
ناشر
جامعہ خلفائے راشدین

استشارہ (مشورہ)
و
استخارہ کی اہمیت

مُرتِب

حضرۃ مولانا مفتی احمد مُمتاز صاحب دامت برکاتہم

خلیفۂ مجاز

عارف باللہ حضرۃ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

تلمیذ رشید

حضرۃ اقدس مفتی اعظم
حضرۃ مولانا مفتی رشید احمد صاحب نور اللہ مرقدہ

ناشر

تعمیر معاشرہ جامعہ خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم

مدنی کالونی، ہاکس بے روڈ گریکس، ماڑی پور کراچی 0333-2117851

فہرست

﴿بسم اللہ الرحمن الرحیم﴾

استشارہ کا بیان

مشورہ کا معنی: مشورہ کا معنی ہے کسی قابلِ غور معاملہ میں دوسروں کی آراء حاصل کرنا۔

مشورہ کی فضیلت واہمیت قرآنِ مجید کی روشنی میں

مشورہ کے بارے میں قرآنِ کریم نے دو جگہوں پر صریح حکم دیا ہے۔

(۱) وَشَاوِرْهُمْ فِی الْاَمْرِ ج فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰہِ ط اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِیْنَ ○ [آل عمران: ۱۵۹]

”اور ان سے کاموں میں مشورہ لیا کرو پھر (مشورہ لینے کے بعد) جب آپ قصد اور عزم کر چکے (اس کام کے کرنے یا نہ کرنے کا) تو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ (کر کے اس کام کو)

کرو، بے شک اللہ تعالیٰ توکل اور بھروسہ کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

مرشد، مربی اور مصلح کی صفات میں سے اللہ تعالیٰ نے ایک صفت یہ بھی بیان فرمائی ہے کہ وہ اپنے احباب سے مشورہ بھی لیا کریں۔

فائدہ: اس پوری آیت میں مرشد و مصلح اور مبلغ کے لیے چند صفات کا ہونا ضروری قرار دیا گیا۔

نمبر۱ : سخت مزاجی اور کج خُلقی (بداخلاقی) سے بچنا۔

نمبر۲ : متوسلین اور متعلقین سے کوئی غلطی ہو جائے یا کسی قسم کی ایذاء و تکلیف پہنچے تو انتقام کے پیچھے نہ پڑنا بلکہ عفو و درگزر کا معاملہ کرنا۔

نمبر۳ : متوسلین اور متعلقین کی کوتاہیوں کی وجہ سے ان کی

خیر خواہی نہ چھوڑنا بلکہ ان کے لیے دعاء واستغفار کرتے رہنا اور ظاہری معاملات میں بھی حسن سلوک سے پیش آتے رہنا۔

نمبر۴ : ان سے اپنے فیصلوں اور کاموں میں مشورہ لیتے رہنا۔

الحاصل: اس آیت سے معلوم ہوا کہ جو شخص رشد وہدایت اور دعوتِ الی اللہ اور اصلاح خلق کے کام کا ارادہ کرے اس کے لیے ضروری ہے کہ یہ صفات اپنے اندر پیدا کرلے۔

(۲) وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ ص وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ o

[شوریٰ: ۳۸]

"اور کام کرتے ہیں آپس کے مشورے سے۔

فائدہ: اس مقام پر سورۃ شوریٰ میں آیت نمبر ۳۶ سے آخرت کی نعمتوں کا کامل اور دائمی ہونا بیان کرکے اولاً ان

کے حصول کے لیے جو شرط ہے یعنی ایمان، اسکا ذکر کیا گیا ہے اوراس کے بعد تقریباً سات اُن اہم اوصاف کا بیان ہے جن کو اپنانے والےجہنم میں جانے سے پورے طور پر محفوظ ہو جائیں گے اور آخرت کی نعمتیں ابتداء ہی سے انہیں مل جائیں گی۔ وہ سات اہم اوصاف ملاحظہ ہوں"

وصف ۱ : علی اللہ یتوکلون : یعنی جولوگ ہر کام میں اور ہر حال میں اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں۔

وصف ۲ : الذین یجتنبون کبئر الاثم والفواحش : یعنی جو کبیرہ گناہوں سے خصوصاً بے حیائی کے کاموں سے پرہیز کرنے والے ہیں۔

وصف ۳ : واذاما غضبواھم یغفرون : یعنی جب وہ غصہ میں آتے ہیں تو معاف کر دیتے ہیں یہ حسنِ اخلاق کا

اعلیٰ نمونہ ہے کہ یہ نیک بندے غصے کی حالت میں بھی حق و ناحق کے حدود پر قائم رہتے ہیں بلکہ اپنا حق (جو بدلہ لینے کا ہے) ہوتے ہوئے بھی معاف کردیتے ہیں۔

وصف۴ : الذین استجابوا لربھم واقامو االصلوة : یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو حکم ہوتا ہے اس کو فوراً بے چون و چرا اور بے تامل قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کے لیے تیار ہوتے ہیں خواہ وہ ان کی طبیعت کے موافق ہو یا نہ ہو۔(اس میں اسلام کے تمام فرائض کی ادائیگی اور تمام منکرات سے بچنے کی پابندی شامل ہے لیکن نماز چونکہ سب سے اہم ہے اس لیے اس کا مستقل ذکر فرمایا گیا ہے)واقامو الصلوة، یعنی یہ لوگ نماز کو اس کے تمام واجبات اور آداب کے ساتھ صحیح صحیح ادا

کرتے ہیں۔

وصف۵ : وامر ھم شوری بینھم :یعنی ان کے کام آپس کے مشورے سے ہوتے ہیں۔

وصف۶ : ومما رزقنھم ینفقون :یعنی وہ اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے رزق میں سے نیک کاموں میں خرچ کرتے ہیں۔(اس میں زکوٰۃ فرض اور نفلی صدقات سب شامل ہیں)

وصف۷: والذین اذا اصابھم البغی ھم ینتصرون: یعنی ان پر جب کوئی ظلم کرتا ہے تو یہ برابر کا انتقام لیتے ہیں ، اس میں حدِ مساوات سے تجاوز نہیں کرتے...... یہ وصف حقیقت میں وصف نمبر۳ کی تشریح و تفصیل ہے کیونکہ وصف نمبر۳ کا مضمون یہ تھا کہ یہ لوگ اپنے

مخالف کو معاف کر دیتے ہیں مگر بعض حالات ایسے بھی پیش آسکتے ہیں کہ معاف کر دینے سے فساد بڑھتا ہو تو وہاں انتقام لینا ہی بہتر ہوتا ہے، اس آیت میں اس انتقام کا قانون بتلا دیا کہ اگر کسی جگہ انتقام لینا ہی مصلحت سمجھا جائے تو اس کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ اس انتقام لینے میں برابری سے آگے نہ بڑھیں ورنہ یہ خود ظالم ہو جائے گا، نیز اس آیت میں اگرچہ برابر کا بدلہ لینے کی اجازت دے دی گئی ہے مگر آگے یہ بھی فرما دیا کہ ''فمن عفاو اصلح فأجره على الله ''یعنی جو معاف کر دے اور اصلاح کا راستہ اختیار کرے اس کا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمے ہے، اس سے معلوم ہوا کہ معاف کر دینا افضل ہے۔

آمدم برسرِ مطلب

ضمنی تفصیل کے بعد مطلب اور موضوعِ گفتگو یہ ہے کہ ان دو آیتوں میں مشورے کی اہمیت کا بیان ہے کیونکہ مشورہ پر مربی و مبلغ کا کامل ہونا موقوف ہے اور یہ وہ صفات ہیں جن کی بدولت آخرت میں ابتداء ہی سے کامل اور دائمی نعمتیں ملیں گی، اس لیے مختصراً ان کو ذکر کر دیا۔

امام ابوبکر الجصاص رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس (سورہ شوریٰ کی) آیت نمبر ۳۸ سے مشورہ کی اہمیت واضح ہوگئی اور یہ کہ ہم اس کے مأمور ہیں کہ ایسے مشورہ طلب اہم کاموں میں جلد بازی اور خود رائی سے کام نہ کریں بلکہ اہلِ عقل و بصیرت سے مشورہ لے کر قدم اٹھائیں۔

قال: يدل على جلالة موقع المشورة لذكره لها مع

الایمان واقامة الصلاة ویدل علی انا مأمورون بها.

(احکام القرآن ۳/۵۷۲)

(۱) قال ﷺ : من اراد امرا فشاور فیه وقضی هدی لأرشد الامور. (روح المعانی ۱۳/۴۶)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص کسی کام کا ارادہ کرے اور باہم مشورہ کرنے کے بعد اسکے کرنے یا نہ کرنے کا فیصلہ کرے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کو صحیح اور مفید صورت کی طرف ہدایت مل جاتی ہے۔

(۲) اذا کان امراؤکم خیارکم وأغنیاؤکم اسخیاء کم وأمر کم شوریٰ بینکم فظهر الأرض خیرلکم من بطنها واذا کان أمراؤکم شرارکم وأغنیاؤکم بخلائکم

وأمركم الى نسائكم فبطن الارض خيرلكم من ظهرها.(روح المعانی ۱۳/ ۴۶)

حدیث میں ہے کہ جب تمہارے حکام تم میں سے بہتر لوگ ہوں، اور تمہارے مالدار سخی ہوں، اور تمہارے معاملات آپس میں مشورہ سے طے ہوا کریں تو زمین کے اوپر رہنا تمہارے لیے بہتر ہے اور جب تمہارے حکمران بدترین افراد ہوں اور تمہارے مالدار بخیل ہوں اور تمہارے معاملات عورتوں کے سپرد ہوں تو زمین کے اندر دفن ہو جانا تمہارے زندہ رہنے سے بہتر ہوگا۔

فائدہ: اس حدیث کا یہ مطلب نہیں کہ عورت سے مشورہ لینا ممنوع ہے، عورت سے مشورہ لینا بھی جائز ہے ،البتہ خواہش پرستی کی بنیاد پر اچھے، برے اور نفع وضرر سے

صرفِ نظر کرتے ہوئے عورتوں کی خوشنودی حاصل کرنے کی خاطر اپنے تمام معاملات ان کے سپرد کرنا ناجائز اور غلط ہے۔

حضرت مفتی اعظم پاکستان حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: مشورہ میں کسی عورت کی بھی رائے لینا کوئی ممنوع نہیں، رسول کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے تعامل سے ثابت ہے۔

(معارف القرآن ۲/۲۱۹)

(۳) أخرج عبد بن حمید والبخاری فی الادب وابن المنذر عن الحسن قال ماتشاور قوم قط الا هدوا وأرشد امرهم ثم تلا (وأمرهم شوری بینهم).

(روح المعانی ۱۳/۴۶)

''یعنی جب کوئی قوم مشورہ سے کام کرتی ہے تو ضرور اس کو صحیح راستے کی طرف ہدایت کر دی جاتی ہے''

مشورہ کس سے لیا جائے؟

عقل منداور متقی و پرہیز گار سے مشورہ لینا چاہیے، حدیث میں ہے کہ ''استرشدوا العاقل ترشدوا ولا تعصوہ فتندموا ''یعنی عقلمند آدمی سے مشورہ لوتو صحیح راستہ پا جاؤ گے اور اسکے خلاف نہ کرو، ورنہ ندامت اٹھانی ہوگی۔

ایک دوسری طویل حدیث میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عرض کرنے پر آپ ﷺ نے (آخر) میں فرمایا: ایسے کام کے لیے اپنے لوگوں میں سے عبادت گزار لوگوں کو جمع کرو اور ان کے مشورے سے اس کا فیصلہ کرو، کسی کی تنہا رائے سے فیصلہ نہ کرو۔

قال : اجمعوا له العابد من امتی واجعلوه بینکم شوری ولا تقضوه برأی واحد............وأخرج الخطیب ایضا مرفوعا : استرشدوا العاقل ترشدوا ولا تعصوه فتندموا.(روح المعانی ۱۳/ ۴۶)

حضرت مفتی اعظم پاکستان، حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ان دونوں حدیثوں کو ملانے سے معلوم ہوا کہ مجلس شوریٰ کے ارکان میں دو وصف ضروری ہیں، ایک صاحبِ عقل ورائے ہونا، دوسرا عبادت گزار ہونا، جس کا حاصل ہے ذی رائے اور متقی ہونا اور اگر مسئلہ شرعی ہے تو فقیہ ہونا (یعنی مسائلِ شرعیہ کا ماہر ہونا) بھی لازم ہے۔ (معارف القرآن ۲/ ۲۰)

علامہ آلوسی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جو مشورہ اس طریق پر

نہیں ہوتا بلکہ بے علم اور بے دین لوگوں سے مشورہ کرتا ہوتو اس کا فساد اسکی صلاح پر غالب رہے گا، دین و دنیا دونوں اعتبار سے۔

واذا لم تكن على ذلك الوجه كان افسادها للدين والدنيا أكثر من اصلاحها (روح المعانی ۱۳/ ۴۷)

ایک حدیث میں ہے: **المستشار مؤتمن اذا استشير فليشره بما هو صانع لنفسه** (مظہری ۸/ ۳۲۸)

"یعنی جس شخص سے مشورہ طلب کیا جائے وہ امین ہے اس پر لازم ہے کہ اس معاملہ میں جو کام وہ خود اپنے لیے تجویز کرتا ہے وہی رائے دوسرے کو دے" (اس کے خلاف کرنا خیانت ہے)۔

مشورہ کا حکم

اہم معاملات میں باہمی مشورہ لینا آپ ﷺ اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سنت اور دنیا و آخرت میں باعثِ برکت ہے۔ (معارف القرآن ۲/ ۲۱۹)

مشورہ میں اختلاف کا حکم

اگر مشورہ میں رائے کا اختلاف ہو جائے تو اکثریت کی رائے پر عمل کرنا ضروری نہیں امیرِ مشورہ سب کے مشوروں اور دلائل پر خوب غور وفکر کرے، جس جانب قلبی اطمینان ہو اسی پر فیصلہ دے کر عمل کرے ''فاذا عزمت فتوکل علی اللہ'' میں اسی طرف اشارہ ہے۔

اتفاقی مشورہ پر عمل کرنے کا حکم

اگر کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے پر سب مشیروں کا اتفاق ہو جائے تو کیا مشورہ لینے والے پر اسے قبول کرنا اور اس کے موافق عمل کرنا ضروری ہے؟

اس سلسلے میں حضرت مفتی اعظم مفتی رشید احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: استشارہ اور استخارہ دونوں مأمور بہ ہیں مگر اول (استشارہ) کا امر زیادہ مؤکد ہے معہذا دونوں میں سے کسی کے ثمرہ (نتیجہ) پر عمل کرنا ضروری نہیں ہے۔

(احسن الفتاوی ۵۹/۹)

استخارہ کا بیان

استخارہ کی اہمیت وفضیلت

حدیث ۱ : عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال کان رسول اللہ ا یعلمنا الاستخارۃ فی الامور کما یعلمنا السورۃ من القرآن الخ. (رواہ البخاری، مشکوۃ ۱۱۶)

”حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ ﷺ ہمیں اہم معاملات میں استخارہ کی تعلیم اس طرح (اہمیت سے) دیتے تھے جس طرح قرآنِ کریم کی کسی سورۃ کی تعلیم دیتے تھے“

حدیث ۲ : من سعادۃ ابن آدم کثرۃ استخارۃ اللہ ورضاہ بما قضی اللہ تعالیٰ لہ، ومن شقاوۃ ابن آدم ترکہ استخارۃ اللہ،وسخطہ بما قضی اللہ لہ
(مرقاۃ ۳/۲۰۶)

”آدمی کی سعادت مندی کی بات یہ ہے کہ وہ کثرت سے اللہ تعالیٰ سے خیر طلب کرتا رہے (یعنی استخارہ کرتا رہے) اور اللہ تعالیٰ کے ہر فیصلے پر راضی اور خوش رہے اور آدمی کی بدنصیبی کی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے خیر مانگنے (یعنی استخارے) کو چھوڑ دے اور اللہ تعالیٰ کے فیصلوں پر ناراض اور ناخوش رہے“

حدیث ۳: ما خاب من استخار ولا ندم من استشار ولا عال من اقتصد. رواہ الطبرانی فی الاوسط عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ. (مرقاۃ ۳/۴۰۶)

”جس نے استخارہ کیا وہ کبھی ناکام و نامراد نہیں ہوا، اور جس نے (کسی سمجھدار سے) مشورہ کیا وہ کبھی پشیمان و پچھتایا نہیں اور جس نے خرچ میں میانہ روی اختیار کی وہ کبھی

محتاج نہیں ہوا۔

استخارہ کامسنون ومستحب طریقہ

(۱) پہلے دورکعت نفل پڑھے۔

(۲) اسکے بعد خوب دل لگا کر استخارہ کی مسنون ومستحب دعا پڑھے اور جب "ھـذا الامر" پر پہنچے تو اس کام کا جس کے لیے استخارہ کیا ہے خیال کرے۔

(۳) بہتر یہ ہے کہ استخارہ کی دعا سے پہلے اور بعد حمد وثناء اور درود شریف پڑھے۔

(۴) استخارہ کے بعد دل کے اطمینان کو دیکھیں، جس جانب دل کا رجحان ہے، اسی کے موافق عمل کرنا چاہیے۔

(۵) اگر ایک دفعہ میں اطمینان نہ ہو تو سات دفعہ تک کیا جائے ان شاء اللہ تعالیٰ رجحان اور اطمینان حاصل ہو جائے گا۔

استخارہ کے بعد سونا اور خواب دیکھنا

استخارہ کے بعد نہ سونا ضروری ہے اور نہ خواب دیکھنا ضروری ہے البتہ بعض مرتبہ خواب کے ذریعے اطمینانِ قلبی حاصل ہو جاتا ہے۔ علامہ ابن عابدین شامی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اگر خواب میں سفید یا سبز رنگ نظر آئے تو یہ اُس کام کے اچھے ہونے کی علامت ہے، اگر سیاہ یا سرخ رنگ نظر آئے تو یہ اسکے برے ہونے کی علامت ہے، جس سے بچنا چاہیے۔

قال العلامة ابن عابدين رحمه الله تعالىٰ : فان رأى في منامه بياضاً أو خضرة فذلك الأمر خير، وان رأى فيه سوادا أو حمرة فهو شر ينبغي أن يجتنب اهـ.

(الشامية ٢/٥٧٠،رشيدية)

اطمینان کسی جانب نہ ہوتو

استخارہ اصل میں اللہ تعالیٰ سے خیر مانگنے کی دعا ہے، اسکے بعد فی نفسہ اطمینانِ قلب ضروری نہیں ہے، استخارہ کے بعد وہ کام جس کے لیے استخارہ کیا ہے کے اسباب اختیار کیے جائیں، اگراس کام کے ہونے میں خیر ہوگی تو نتیجۃً اسباب میں کامیابی ہوجائے گی، نہ ہونے میں خیر ہوگی تو اسباب ناکام ہوجائیں گے، بنا ہوا کام بگڑ جائے گا۔

دوسرے سے استخارہ کروانا

استخارہ کا حکم یہ ہے کہ صاحبِ معاملہ خود استخارہ کرے، دوسرے سے استخارہ کرانے کا ذکر کسی کتاب میں نہیں اور نہ ہی سلف صالحین سے یہ ثابت ہے لہذا استخارہ صاحبِ معاملہ خود کرے، البتہ دعاءِ خیر دوسرے سے کرواسکتے ہیں۔

استخارہ پر اجرت

بعض لوگ اجرت لے کر استخارہ کرتے ہیں جو کہ ناجائز اور حرام ہے۔

کس کام کے لیے استخارہ ومشورہ مسنون ہے؟

تین قسم کے امور میں استخارہ ومشورہ کرنا مسنون ہے۔

(۱) جن کا معروف اور نیکی ہونا معلوم اور متعین ہے، جیسے نماز پڑھنا، تلاوت کرنا، روزہ رکھنا وغیرہ ایسے کاموں کے لیے مشورہ اور استخارہ نہیں ہوتا۔ مشہور مقولہ ہے

.... درکارِ خیر ہیچ استخارہ نیست ....

(۲) جن کا منکر اور بُرا ہونا معلوم ومتعین ہے، جیسے جھوٹ، چوری، بدنظری وغیرہ ان کے لیے بھی مشورہ اور استخارہ نہیں، بلکہ جائز ہی نہیں۔

(۳) وہ امور جن سے متعلق قرآن وحدیث کا کوئی واضح اور قطعی حکم موجود نہ ہو بلکہ شرعاً اختیاری ہوں۔ جیسے زکوٰۃ کن لوگوں پر خرچ کیا جائے؟ حج پر ہوائی جہاز سے جائے یا بحری جہاز سے؟، کپڑے کی تجارت شروع کی جائے یا اناج وغیرہ کسی اور اجناس کی؟ شریعت کے مطابق نکاح کا رشتہ آیا لیکن اس نیک آدمی سے مناسب ہے یا کسی دوسرے نیک سے مناسب ہے؟ یہ سب امور شرعاً اختیاری ہیں۔ ایسے امور کے لیے مشورہ اور استخارہ کیا جاتا ہے۔

﴿دعاءِ استخارہ﴾

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُکَ بِعِلْمِکَ وَاَسْتَقْدِرُکَ بِقُدْرَتِکَ وَاَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ الْعَظِیْمِ فَاِنَّکَ تَقْدِرُ وَلَااَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ. اَللّٰھُمَّ اِنْ

كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ (اس جگہ اپنے مطلب کا خیال رکھیں) خَيْرٌ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِيْ فَاقْدِرْهُ لِيْ وَيَسِّرْهُ لِيْ ثُمَّ بَارِكْ لِيْ فِيْهِ وَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ (اس جگہ اپنے مطلب کا خیال رکھیں) شَرٌّ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِيْ فَاصْرِفْهُ عَنِّيْ وَاصْرِفْنِيْ عَنْهُ وَاقْدِرْلِيَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ اَرْضِنِيْ بِهٖ.

ترجمہ : اے اللہ! میں آپ سے خیر طلب کرتا ہوں آپ کے علم کے واسطے سے اور قدرت طلب کرتا ہوں آپ کی قدرت کی مدد سے، اور سوال کرتا ہوں آپ کے فضل کا۔ پس بے شک آپ قدرت رکھنے والے ہیں، اور میں عاجز اور کمزور ہوں، اور آپ جانتے ہیں میں نہیں جانتا، اور آپ پوشیدہ باتوں کو بخوبی جاننے والے ہیں۔ اے اللہ! اگر یہ کام

جو آپ کے علم میں ہے میرے لیے میرے دین، مُعاش اور آخرت کے لیے خیر ہے تو اس کو میرے لیے مقدر فرما دیجیے اور آسان فرما دیجیے اور پھر اس میں میرے لیے برکت ڈال دیجیے اور اگر آپ کے علم میں اسکے اندر شر ہے میرے دین اور معاش اور آخرت کے لیے تو اس کو مجھ سے دور کر دیجیے اور مجھ کو اس سے دور کر دیجیے اور جہاں خیر ہو اس کو میرے لیے مقدر کر دیجیے اور مجھ کو اس پر راضی کر دیجیے۔

کیا دعا عربی میں ضروری ہے؟

دعا عربی ہی میں ہونا چاہیے، کسی کو دشواری ہو تو اپنی زبان (اردو وغیرہ) میں کر لے (احسن الفتاوی ۳/ ۴۷۹)

﴿ انسانوں کی تین قسمیں ﴾

کامل مرد......آدھا مرد......لاشے یعنی کچھ بھی نہیں

مقولہ مشہور ہے کہ انسان تین قسم کے ہوتے ہیں ایک انسان کامل، دوسرا نصف مرد، اور تیسرا جو لاشے کے درجے میں ہو، مرد کامل وہ ہے جو صاحب الرائے ہونے کے باوجود مشورہ کرتا ہے، نصف مرد وہ ہے جس کی رائے تو درست ہے مگر مشورہ نہیں کرتا اور تیسرا مرد جو بالکل لاشے کے درجے میں ہے، جو نہ درست رائے رکھتا ہے اور نہ بالکل مشورہ کرتا ہے۔

﴿ ہر بھلائی کا نسخۂ اکسیر گناہ چھوڑنا ہے ﴾

معاشرے میں وَباء کی طرح پھیلے ہوئے تیرہ گناہوں کو چھوڑیئے اور بھلائی کے مستحق بن جایئے۔

(۱) ڈاڑھی منڈانا، ایک مٹھی سے کم کرنا اور لمبی موچھ رکھنا۔

(۲) شلوار ٹخنوں سے نیچے رکھنا۔

(۳) بدنظری کرنا یعنی نامحرم عورتیں، امرد حسین لڑکے، موبائل، کمپیوٹر اور ٹی وی وغیرہ پر فلمیں، سائن بورڈ اور اخبارات وغیرہ میں تصاویر دیکھنا سب بدنظری میں داخل اور حرام ہیں۔

(۴) غیبت کرنا اور سننا۔

(۵) گانا بجانا۔

(۶) چغلی کرنا۔

(۷) جھوٹ بولنا۔

(۸) گالی گلوچ، لعن طعن اور دوسروں کو بُرا بھلا کہنا۔

(۹) شراب، چرس، بھنگ، ہیروئن جیسی نشہ آور چیزیں استعمال کرنا۔

(۱۰) تصویریں کھینچنا اور کھنچوانا۔

(۱۱) عورتوں کا شرعی پردہ نہ کرنا۔

(۱۲) خلافِ شرع مجالس میں شرکت کرنا۔

(۱۳) دل میں گناہوں کے منصوبے بنانا۔
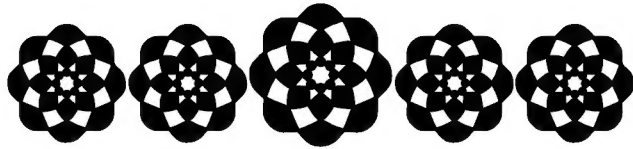
ان گناہوں کو چھوڑنے کی
ہمت کہاں سے ملے گی؟

یہ ملتی ہے خدا کے عاشقوں سے

دعاؤں سے اور ان کی صحبتوں سے

کسی اہلِ دل کی صحبت جو ملی کسی کو اختر

اسے آگیا ہے جینا اسے آگیا ہے مرنا

مجھے کچھ خبر نہیں تھی تیرا درد کیا ہے یا رب

تیرے عاشقوں سے سیکھا تیرے سنگِ در پہ مرنا